

عَلَيْهِ السَّلَامُ

درس حدیث

مَوْجُودٌ فِي الْكِتَابِ

حضرت اقدس پیر مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب کا مجلس ذکر کے بعد درس حدیث ”خانقاہ حامد یہ چشتیہ“ راینونڈ روڈ لاہور کے زیر انتظام ماہنامہ ”انوار مدینہ“ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

خیالات اور وسوسوں پر اشکال، اس کا جواب اور علاج

اپنی تعریف کرنا اور کروانا گناہ ہے ! انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں !

(درس نمبر 36 کیسٹ نمبر B-82 - 01 - 1988)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَّا بَعْدُ !

انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں رکھی ہیں ان میں ایک چیز یہ ہے کہ طرح طرح کے خیالات آتے رہتے ہیں ! اچھے بھی برے بھی، کبھی نیکی کی چیزیں سوچتا ہے کہ یہ کروں گا یہ کروں گا اور کبھی برائی کے خیالات بھی آتے ہیں اور اگر برائی کرنے کے خیال نہ آئیں تو وسوسے بھی آجاتے ہیں ! تو یہ کیا چیز ہے ؟ یہ ”فطرت“ ہے، اب جب فطرت ہوئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ نے رکھی ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے تو پھر اُس پر گرفت ہے یا نہیں ؟ تو آقائے نامدار علیہ السلام نے اس اشکال کو دور فرمایا ! ارشاد ہوا إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا وَسَّوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ اللَّهُ تَعَالَى نَزَلَ فِي آيَةِ مِائَةٍ فِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ﴿إِنْ تَبَدُّوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ يَخَافُكُمْ بِهِ اللَّهُ﴾ جو تمہارے اندر دلوں میں ہے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اُس کا حساب فرمائیں گے ! !

یہ بات تو ایمان والوں کے لیے بہت ہی شاق، تشویش اور بے چینی کی تھی کہ ہمارے دل میں جو بات آئے ہمارے ذہن میں جو بات آئے اللہ تعالیٰ اُس بات کا بھی حساب فرمائیں ! ؟ تو اس تکلیف میں مبتلا رہے صحابہ کرامؓ کچھ وقت جب تک اس آیت کی مزید تشریح نہیں ہوئی کہ کیسے ہوگا یہ حساب اور کیسے اس سے بچنا ہو سکتا ہے آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ایسی صورت نہیں ہے بلکہ وسوسے جو ذہن میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف فرمایا ہے ! مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ جب تک اُس پر عمل نہ کرے اَوْ تَتَكَلَّمْ یا وہ زبان سے ادا نہ کرے ! ذہن میں جو چیز آئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ہوتی ہو تو اُس پر اگر عمل نہیں کیا تو کوئی حساب نہیں ! بلکہ عمل نہ کرنے پر آگے حدیثوں میں دوسری جگہ آتا ہے کہ ثواب ہے ! ذہن میں بات آئی اور اُس سے رُک گیا تو رُکنے پر ثواب ہے ! اسی طرح سے کوئی بات ذہن میں آئی ہے مگر اُس کو ذہن میں ہی رکھا ظاہر نہیں کیا زبان سے ادا نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں اُس پر بھی کوئی گرفت نہیں !

وسوسوں کے متعلق سوال :

صحابہ کرامؓ نے ایک دفعہ دریافت کیا اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَنْتَعَاظُمُ اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهِ ہمارے ذہنوں میں بعض دفعہ ایسے خیالات آتے کہ گفتگو اور زبان پر لانا بھی اُن کا ایسا لگتا ہے جیسے بہت بڑا گناہ ہے، بہت گراں گزرتی ہیں یہ چیزیں ہمیں اس طرح کی !!!

حکیمانہ جواب :

تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا اَوْ قَدْ وَجَدْتُمُوْهُ کیا تم (ایسے خیالات کی وجہ سے اپنے اندر) ایسی تکلیف پاتے ہو ؟ قَالُوْا نَعَمْ اُنہوں نے کہا ایسی بات تو ہے، اب آپ کہیں گے کہ وسوسے آنے کون سی اچھی بات ہے ! لیکن وسوسے آنے کا مطلب ہے کشاکش شروع ہوئی ہے ! اور کشاکش کا مطلب یہ ہے کہ طاقت ہے تو کشاکش ہو رہی ہے ! ورنہ وسوسہ تو آکر حاوی ہو جائے ! ایمانی طاقت ہے جو مدافعت کر رہی ہے اُس سے اور یہ کشاکش ایمان کی وجہ سے ہو رہی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ بات پائی جا رہی ہے ؟ ؟ انہوں نے عرض کیا کہ پائی جا رہی ہے ! !

قَالَ ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيْمَانِ ۱۔ یہ تو خالص ایمان کی علامت ہے کہ ایمان اُن چیزوں کو جو ناپسند ہیں ایمان کے خلاف ہیں آنے سے روک رہا ہے ! تو جو تمہیں محسوس ہوتا ہے اس میں فکر کی کوئی بات نہیں علاج کی بھی ضرورت نہیں، اپنے کام میں لگے رہو تو وہ وسوسے خود ہی تھک جائیں گے ! ! ! جب یہ فطرت ہوئے تو ان کا علاج ؟

تو یہ انسان کی فطرت ہے خیالات آنے طرح طرح کی باتیں آتی تو اس فطرت کی چیز سے پریشان نہ ہوں ! ! کیونکہ اگر آپ یہ کہیں کہ یہ خیال نہ لاؤ تو وہ خیال ضرور آئے گا ! ! جتنی دفعہ سوچیں گے کہ یہ بات ذہن میں نہ آئے نہ آئے تو اور آئے گی تب ہی تو نفی کرنی پڑتی ہے نا، تو جب یہ خیال جماؤ گے کہ یہ خیال نہ آئے تو وہ اور زیادہ آئے گا ! ! !

تو اس کا علاج ایک تو یہ ہے کہ خدا کی یاد میں لگ جاؤ یا کسی دوسری طرف لگ جاؤ تو وہ خود ہی چلا جائے گا مثلاً اگر آپ کو کوئی چیز پیش آئی ہوئی ہے (جودل و دماغ پر چھائی ہوئی ہے) اور پھر کوئی ایسی مصروفیت پیش آجائے جیسے ٹیکنیکل چیزیں ہوتی ہیں کہ فلاں مشین کو دیکھنا ہے بغور دیکھنا ہے تو تمام طرف سے توجہ ہٹ جاتی ہے اور ادھر لگ جائے گی توجہ اور وہ جو چیز ذہن میں تھی وہ ہٹ جائے گی ! یا کوئی چیز ذہن میں آئی ہوئی تھی اور حساب میں گڑ بڑ ہو رہی ہے میزان درست نہیں ہو رہی پھر (جب بغور کرے گا تو) دوسری دفعہ سب چیزوں کو بھول جائے گا ! تو معلوم ہوا کہ کسی اور طرف لگ جانا علاج ہے اس کا ! ! یہ علاج نہیں ہے کہ اُس کو دفع کرنے کی کوشش کرو ! ! ! تو رسول اللہ ﷺ نے جب اطمینان دلادیا کہ یہ فکر کی بات ہی نہیں ہے تو صحابہ کرامؓ کی توجہ اُس طرف سے ہٹ گئی ! اور اُن کا یہ علاج بھی ہو گیا ! اور علاج بھی اس میں بتا دیا گیا کہ اس کی طرف توجہ کرو ہی مت وسوسے آتے رہیں گے جاتے رہیں گے کوئی فکر کی بات ہی نہیں ! ! !

حاجی عابد صاحبؒ، بانی دار العلوم دیوبند :

یہ دیوبند میں حضرت حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے! مسجد چھتہ اُن کی عبادت گاہ تھی جہاں (دار العلوم) دیوبند بعد میں قائم ہوا، اُنہوں نے ہی حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو مدعو کیا تھا کہ یہاں مدرسہ بنائیے! اُنہوں نے ہی دیوبند کی جامع مسجد بنائی اور اُس میں مدرسہ کی جگہ رکھی تھی جہاں اب پھر چلا گیا ہے مدرسہ ایک اختلاف کے بعد ۲۔ مگر وہ چھوٹی سی جگہ ہے مولانا طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں نے وہاں شروع کیا ہے پھر اپنا سلسلہ ۳ اور یہ تو بہت بڑا مدرسہ ہے اور اب اسے اور زیادہ ترقی ہوگئی طلباء دُگنے ہو گئے اور زمین بھی بہت بڑی لے لی! مسجد بہت بڑی بنا رہے ہیں بہت بڑے منصوبے ہیں، اب تو اس کا خرچ بھی بڑھتے بڑھتے ایک کروڑ دس لاکھ ہے غالباً فنڈ سالانہ!! اور یہ سب مسلمانوں کے اللہ تعالیٰ نے دلوں میں ڈال رکھا ہے!!

بہر حال اصل بانی جو بنتے ہیں وہ بنتے ہیں حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، وہ پیر بھائی تھے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہی مہتمم اوّل تھے اُن ہی کی مسجد چھتہ میں مدرسہ شروع ہوا!! حضرت (نانوتویؒ) نے فرمایا کہ میں اپنے بجائے محمود کو بھیج رہا ہوں تو مولوی محمود کو بھیجا انہوں نے جو دیوبند ہی کے رہنے والے تھے وہاں پڑھانا شروع کیا چھتہ ہی کی مسجد میں اور سب سے پہلے پڑھنے والے جو تھے وہ بھی محمود حسن صاحبؒ تھے، حضرت شیخ الہند اسیر مالٹا!!

حضرت حاجی صاحبؒ کی کنارہ کشی :

اب اس کے بعد کچھ اختلافات ہوئے، حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس کے اہتمام سے دست کش ہو گئے! پھر دوبارہ اُنہیں بلا لیا پھر بنالیا مہتمم! پھر دست کش ہو گئے! پھر تیسرا بنالیا مہتمم! حضرت حاجی محمد عابد صاحبؒ اور ہمارے خاندان کے جد امجد اور پر جا کر حضرت بندگان سید محمد اسماعیل صاحبؒ پر ایک ہو جاتے ہیں دونوں خاندانوں کا آبائی وطن دیوبند ہے۔ محمود میاں غفرلہ

۲ ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں قائم ہوا تھا۔ ۳ ماشاء اللہ اب یہ مدرسہ بھی بہت بڑا بن چکا ہے ۲۰۱۳ء میں ”امن عالم کانفرنس“ کے موقع پر احقر دیوبند گیا تو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ محمود میاں غفرلہ

پھر دست کش ہو گئے ! اور پھر الگ ہی رہے وہ ! لیکن رہے اسی جگہ عبادت خانہ اُن کا یہ مسجد چھتہ ہی رہا ! مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگئے صدر مدرس بنائے گئے تو جگہ جو رہی وہ یہی رہی ہے حاجی صاحب کی ! بعد میں جو جگہ خریدی گئی اور وہ بھی یہیں اس سے متصل خریدی گئی وہ بھی حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہی پر ہے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ تو رہے ہیں میرٹھ میں مطبع لے میں اور اُنہوں نے فرمایا کہ میں انہیں بھیج رہا ہوں اور میں خود اس کے لیے مالی کوشش کرتا رہوں گا طالب علموں کے لیے، آخری سالوں میں دو سال تشریف لائے ہیں لیکن نہ تو داڑ العلوم کے باقاعدہ مدرس رہے ہیں اور نہ وہاں کے شیخ الحدیث رہے ہیں نہ مہتمم رہے ہیں (البتہ) سرپرست رہے ہیں ! ! !
حضرت نانوتوی کا فیض اور قبولیت :

اب خدا کی شان کہ اُن سے پڑھنے والے میرٹھ جا کر پڑھتے رہے اور اُن کا فیض اتنا چلا اتنا چلا کہ معلوم ہوتا ہے کہ داڑ العلوم کے بانی ہی حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ! ! !
شیخ الحدیث مولانا یعقوب صاحب نانوتوی :

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جب داخل ہوئے داڑ العلوم میں تو شیخ الحدیث مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد یا پھوپھی زاد بھائی بنتے تھے اور مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے (تھے)، مولانا مملوک علی صاحب کا نام تو یہاں کورس کی کتابوں میں بھی آتا ہے ان سے مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا ہے ان کی وفات کے بعد اور لوگ رہے شیخ الحدیث پھر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث ہو گئے ! تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جب دیوبند آتے تھے تو اُنہوں نے ابتدائی کتابیں پڑھی تھیں حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ! تو حاجی صاحب کو چونکہ اختلاف ہو گیا تھا مدرسہ کا اہتمام چھوڑ دیا تھا یکسو ہو گئے تھے تو (حضرت تھانوی) آتے تو وہیں تھے مسجد چھتہ میں جو متصل تھی مدرسہ سے، آخری عمر تک

وفات تک وہی جگہ رہی اور مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو اسی مسجد میں ٹھہرے، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند آئے تو وہ بھی اسی مسجد میں ٹھہرے یعنی اُن میں حجرے اس طرح کے بنے کہ اُن میں ایک میں یہ، ایک میں وہ، ایک میں وہ، گویا کہ ان لوگوں کا عبادت خانہ اور رہنے کی جگہ یہ بنتی رہی پڑھانے کی بھی جگہ بنتی رہی۔

حضرت حاجی صاحبؒ عظیم مربی :

تو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں گیا وہاں تو میرا دل چاہا کہ میں اُن سے ملوں، میں نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں اُن سے ملنے کو جانا چاہتا ہوں کوئی حرج تو نہیں ہے؟ اُنہوں نے کہا نہیں! جائیں! کہتے ہیں میں ملا اور ہر دفعہ ملتا رہا کیونکہ حضرت حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے تو اس نسبت سے ایک تعلق بھی تھا! وہ کہتے ہیں میں پہلی دفعہ گیا تو ایک شخص نے شکایت کی وسوسوں کی! وہ اُن سے بیعت ہوگا اور ذکر و اذکار سیکھ رہا ہوگا

اُس نے شکایت کی کہ وسوسے آرہے ہیں تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے یہ جواب دیا کہ

”جب تم یہ ذکر کر رہے ہو اس میں لگے ہوئے ہو تو (اس کی برکت سے) یہ آ نہیں رہے

بلکہ جارہے ہیں نکل رہے ہیں! اور پھر تشبیہ دی اُنہوں نے یہ کہ چور جب آتا ہے

تو اُس کا پتہ نہیں چلتا کہ کب آیا!؟ لیکن جب اُسے پکڑا جاتا ہے یا کھٹکاؤ نکا محسوس

ہوتا ہے پھر جب بھاگتا ہے تو نظر آتا ہے! تو یہ جاتے ہوئے نظر آرہے ہیں تمہیں!!“

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اُس میں کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت حاجی صاحب بہت اچھے مربی

بھی ہیں کہ انسان کو تسلی دے سکیں سمجھا سکیں تربیت دے سکیں! اور یہ بات بالکل حدیث کے مطابق ہے!

آقائے نامدار رحمۃ اللہ علیہم نے ان چیزوں کو فرمایا کہ بس یہ وسوساں ہیں اور ”فطرت“! جہاں تک تعلق ہے

فطرت کا وہ (معاف اور) درگزر ہے۔

اپنی تعریف کرنا، کروانا :

مجھے ایک خیال آرہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اپنی تعریف نہ سنو ! اور کوئی کسی کے سامنے تعریف کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے تو اس کی کمر توڑ دی ! یا فَكَطَعْتَ عُنُقَهُ اس کی گردن ہی مار دی تم نے ! تو پسند ہی نہیں فرمایا اور فرمایا کہ جو تعریف کرے اُس کے منہ میں مٹی ڈال دو ! آئندہ تعریف ہی نہ کرے یا ایسی بات کہہ دو یا ترکیب کر دیا ایسی کہ وہ تعریف تمہارے سامنے تمہاری نہ کیا کرے ! کیونکہ جب تعریف سنو گے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان اُس کے شر سے بچ سکے ! خود پسندی آسکتی ہے ! اپنے دماغ میں بڑائی آسکتی ہے ! اور بڑی اللہ کو ناپسند ہے، تکبر بڑائی یہ ناپسند ہے اور اتنی ناپسند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میری چادر ہے الْكِبْرِيَاءُ رِدْآءِيْ ايسے سمجھ لو کہ جیسے کسی کی چادر ہو یہ، تو جو اس کو کھینچا تانی کرتا ہے میں اُسے جہنم میں پھینک دوں گا قَدْ قُتِنَتْ فِي النَّارِ ۱ او کما قال عليه السلام ! !

اسی طرح سے یہ بھی فرمایا ہے کہ کوئی آدمی جنت میں نہیں جاسکتا جب تک اُس کے دل میں ذرا سی بھی بڑائی ہوگی یعنی وہ جنت کا مستحق نہیں ہوگا۔

آپ علیہ السلام اپنی تعریف پر خوش ہوئے ! وجہ ؟

اور ادھر یہ ہے کہ تعریف سن کر خوش ہوتے رہے ہیں بعض بزرگوں کا یہ ملے گا، جناب رسول اللہ ﷺ بھی اپنی تعریف پر خوش ہوئے ہیں اور ایک صحابی نے وہ قصیدہ پڑھا بَانَتْ سَعَادُ فِقَلْبِي الْيَوْمَ مَتَبَوُّوْ اور وہ تھے کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دھمکی دلائی تھی وہ پھر آگئے اور انہوں نے قصیدہ پڑھا، قصیدہ میں تعریفی کلمات ہیں :

بُنْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ هَدَاكَ نِيْ وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَأْمُوْلُ

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تہدید کی ہے یعنی دھمکی دی ہے لیکن معافی کی بھی رسول اللہ ﷺ کے یہاں اُمید کی جاسکتی ہے۔ تو میں آگیا اور

أَنَّ الرَّسُولَ كَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ مُهْنَدٌ مِّنْ سَيُوفِ اللَّهِ مَسْلُوكٌ!

اس طرح کا قصیدہ ہے تو رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور خوش ہو کر اُن کو چادر عنایت فرمائی، یہ کیا ہے؟ اپنی تعریف پر خوش ہونا یہ کون سا حصہ ہے؟ یہ حصہ وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے انسان میں رکھا ہے اور جب اللہ نے انسان میں رکھا ہے تو اُن کا حصہ تو لازماً رہے گا اور اُس پر گرفت نہیں!!
حد بندی ممکن نہیں:

لیکن اس کی حد بندی کرنی یہ نبی کے علاوہ کسی اور کے لیے ممکن نہیں! لہذا صحابیوں کو تو منع کر دیا کہ تعریف سنو ہی مت! اور رسول اللہ ﷺ معصوم ہیں تو انہیں اپنی تعریف پر اتنی ہی خوشی ہوگی جتنی اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں رکھ دی ہے بس!! اُس سے اگلا حصہ وہاں خود بخود ہی نہیں ہوگا! تو یہ تکبر نہیں ہوا یہ خود پسندی نہیں ہوئی بلکہ یہ فطرت ہوئی! کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صفات پر پیدا کیا یعنی اپنی صفات کے اوپر پیدا کیا ہے حیات ہے، علم ہے، ارادہ ہے، قدرت ہے، سمع ہے، بصر ہے، کلام ہے، سنا، گفتگو کر سکتا، دیکھ سکتا، ارادہ، طاقت، حیات یہ چیزیں دیں! تو اللہ تعالیٰ نے اور صفات جو ہیں وہ بھی انسان کو دی ہیں! اُن کا بھی عکس انسان کے اندر آیا! تو یہ فطرت میں اُس کے داخل ہو گئیں!! جیسے مٹی ہونا فطرت میں داخل! آگ فطرت میں داخل! غصہ فطرت میں داخل! یہ فطری چیزیں ہو گئیں! اور فطری چیزیں ہو گئیں تو ان میں امتیاز اور حد بندی جو ہے وہ نہیں ہو سکتی بعض چیزوں میں! اور وہ ایسی ہیں کہ اللہ کو ناپسند ہیں تو انسان کو بالکل روک دیا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ ان چیزوں میں بالکل نہ پڑو! اور جو ایسے کرتا ہے وہ دوستی نہیں کر رہا وہ دشمنی کر رہا ہے! جو تمہاری تعریف کرتا ہے وہ تمہارے ساتھ اچھائی نہیں کر رہا! اور تم تعریف پر خوش ہو رہے ہو تو اچھائی نہیں کر رہے!!

۱۔ بے شک اللہ کے رسول ایک ایسی تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور وہ اللہ کی تلواروں میں سے ہندی اور سونتی ہوئی تلوار ہیں۔ ۲۔ بخاری شریف کتاب الاستئذان رقم الحدیث ۶۲۷۷

بعض اہل اللہ ؟

لیکن ایسے ایسے اکابر اولیائے کرام گزرے ہیں کہ جن کے بارے میں کوئی تردید یا دوسرا لفظ ہے ہی نہیں، تعریف ہی تعریف کا لفظ ہے اور بلاشبہ وہ اولیائے کبار میں ہیں لیکن اُن کی تعریف اُن کے متوسلین نے کی ہے، امیر خسر و رحمۃ اللہ علیہ نے نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی ! اور اسی طرح سے جو ”مجذوب“ ہوتے ہیں وہ اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہیں ! اور وہ مجذوب ہیں غیر مکلف ہیں مکلف ہی نہیں، اولیائے کرام میں ہیں تو یہ کیا حصہ ہے ؟ جب وہ غیر مکلف ہو گیا مجذوب ہے مغلوب الحال ہے اُس پر خدا کی طرف سے کوئی گرفت نہیں رہی لیکن وہ بھی خوش ہوتا ہے اپنی تعریف پر ! تو یہ ہے فطرت جو اللہ نے انسان کے اندر رکھ دی ہے ! وہ اتنا خوش ہوتا ہے جتنا مواخذہ نہ ہو اللہ کے ہاں ! چونکہ کبھی تعریف کرو گے تو وہ پتھر بھی مار دے گا ! ؟ تو اُس کی تعریف یا خوشی کوئی چیز نہیں ! ! لیکن ایسے اولیائے کرام کہ جو ہوش میں رہتے تھے اُن کی تعریف کا کیا ہے ؟ وہ یہی کہنا پڑے گا چونکہ اللہ نے فطرت میں رکھی ہے اور اللہ نے انبیائے کرام کو تو ”معصوم“ رکھا ہے !

اولیائے کرام کو ”محفوظ“ رکھا ہے ! بچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کہ وہ اُس حد تک نہ آگے جانے پائیں کہ جس میں گناہ میں ملوث ہونا پڑے ! ! !

اپنی اچھی حالت پر خوشی ؟ ایک صحابی کا واقعہ :

ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا ایک آدمی آ گیا اُس نے مجھے دیکھا میں بڑا خوش ہوا ! تو یہ تو میرے دل میں خوشی آگئی غیر کی وجہ سے غیر اللہ کی وجہ سے ! تو میری نماز ہوئی یا نہیں ہوئی ؟ اور کیسی ہوئی ؟ تو آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے بالکل ٹھیک ! ہوگئی کوئی بات نہیں ! اگر کسی آدمی نے تمہیں اچھی حالت میں دیکھ لیا اور تمہیں یہ خیال آ گیا کہ اس نے مجھے اچھی حالت میں دیکھ لیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ! ! !

”دکھاوا“ بری چیز ہے :

اور دوسری شکل یہ ہے کہ آپ نے دیکھا فلاں آدمی آرہا ہے تو نیت باندھ لی تاکہ مجھے دیکھ لے ! تو یہ نیت باندھنا یہ ریا کاری میں داخل ہے ! یہ بالکل غلط ہو جائے گا ! اور ایک یہ کہ آپ نے جب شروع کیا تو وہ نیت تھی ہی نہیں بعد میں اُس نے دیکھ بھی لیا تو الگ بات ہے !!!

یہاں ہمارے ہی علماء میں گزرے ہیں وہ بتلاتے تھے کہنے لگے مجھے ذہن میں یہ بڑا شک رہتا تھا کہ میں کہیں جاؤں مہمان ہوں اور وہاں تہجد پڑھوں ! تو لوگ دیکھیں گے ! تو (اپنی اس اُلجھن کو) کسی سے عرض کیا ! تو انہوں نے اُن کو ایک جواب دیا کہ وہاں جا کر شروع کرنا تہجد یہ تو غلط ہے ! لیکن اگر تم پہلے سے پڑھنے کے عادی ہو پھر کسی جگہ مہمان ہو جاؤ وہاں اُٹھ کر پڑھ لو تو یہ (ریا کاری والی چیز) اُس کے لیے نہیں ہے، یہ (معمول) پہلے سے چونکہ شروع کر چکے ہو وہ جاری رکھے رہو ! ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اُس میں تخفیف کر لو وہاں زیادہ نہ پڑھو کم کر لو ! تاکہ جو ریا کاری کا حصہ ہے وہ ذرا سا کٹ جائے اُس میں سے ! لمبی نہ پڑھو مختصر کر دو رکعتیں !!!

تو اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی ہے ! یہ دین کا اعجاز ہے کہ جو فطرت سے تعلق رکھتی ہو وہ بھی بتائی ! عقائد سے رکھتی ہو وہ بھی بتائی ! اعمال سے رکھتی ہو وہ بھی بتائی ہے ! دین کو جامع بنا دیا ہے جو قیامت تک چلتا رہے یہ دین کا اعجاز ہے ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے کا اور حق ہونے کا یہ ایک ثبوت ہے کہ ایسی چیزیں اس میں آگئی ہیں کہ جو فطرت کو بھی شامل ہیں ! عقائد کو بھی شامل ہیں ! اعمال کو بھی شامل ہیں ! حکام کو بھی شامل ہیں ! تمام چیزوں کو شامل ہیں !!!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعا.....

